

Registerd. L. No 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۵) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہی - ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۵)

گذشتہ اخبار

لاہور میں اخبار ٹریبیون کے مقدمہ لائبل کی آئندہ پیشی سنیچر یعنے ۹ نومبر کو ہوگی ۔ تاجران پنجاب نے محصول چنگی کی جنگ کیلئے ایک فنڈ قائم کیا چندہ بحساب ۵ و ۱۰ روپیہ وصول کرینگے تمام شمالی ہندوستان میں ایسے قحط کا خوف ہے جیسا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں جگتا تھا پناہ بخدا! مقدمہ بلوہ راولپنڈی میں استغاثہ کے گواہوں پر جھوٹی شہادت کیلئے نالش کرنیکی درخواست کی گئی۔ مفسدانہ جلسوں کا مسودہ قانون ۹ رائے سے بخلاف ۸ کے پاس کیا گیا۔ فوراً عملدرآمد کریں گے۔ مسٹر گوکھلے ڈاکٹر راس بہاری گھوش اور سری نکالا صاحب نے بجانے بزور مخالفت کی لیکن ناکام نکلی اس قانون کو شرقی بنگالہ و آسام کے علاقہ باقر گنج میں رائج کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسٹر گوکھلے نے لاجپت رائے کے متعلق جو سوال پوچھے تھے انکا جواب بلحاظ مایوسی نکلا۔ گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے کے معاملہ پر نظر ثانی نکریگی۔ مسلمانان برطانیہ کے شیخ الاسلام مسٹر محمد عبداللہ کوئلم اگلے سال بمعہ مکہ معظمہ کے حج کو تشریف لانا چاہتے ہیں وہ پہلے قسطنطنیہ میں سلطان المعظم خلیفۃ الاسلام سے نیاز حاصل کرینگے حجاز ریلوے کی بھی سیر کریں گے۔ مسٹر عبداللہ کوئلم صاحب اسی اثنا میں ہندوستان بھی آئینگے جابجا اسلام پر لکچر دینگے پولٹیکل سے بیواسطہ! حادثہ ریلوے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر حال میں جو پچھلا حادثہ درمیان سٹیشنہائے جگادھری و کالا اور کے ہوا ہے کہ جس میں ایک مالگاڑی اور مسافر گاڑی کی ٹکر ہوگئی ہے اس حادثہ میں علاوہ دونوں ٹرینوں کے یورپین ڈرائیوروں کے کل گیارہ مسافر ہلاک اور اتنے ہی زخمی بتلائے گئے ہیں انگریزی اخبار نے لکھا تھا کہ صرف دو مسافر ہلاک ہوئے ہیں اور نیز لکھا تھا کہ مالگاڑی کی ٹرین کا ڈرائیور کوئی دیسی تھا یہہ دونوں باتیں بالکل غلط ہیں۔ کل تعداد ہلاکتوں کی ۱۳ ہے اور زخمی مسافروں کی گیارہ اور کیا عجب کہ زخمیوں سے کتنے جانبر ہوں گے۔ عام طور پر مشہور ہے کہ نقصان جان بہت ہوا ہے لیکن انواہوں کا باور کرنا واقعی مشکل ہے۔ راولپنڈی میں الزام بلوہ کے مقدمات کا بقیہ ہنوز خاتمہ پر نہیں آیا ہے اور مسٹر مارٹینو صاحب باہر اجلاس کرکے تحقیقات فرمارہے ہیں۔ بدھوار گذشتہ کی خبر ہے کہ لالہ ہنسراج صاحب پلیڈر کے منشی لالہ شیو رام نے اجلاس میں حاضر ہوکر دو درخواستیں پیش کیں ان میں چاہا گیا تھا کہ مہر خان اور شیخ عبداللہ پر جو استغاثہ کی طرف سے گواہ گذرے تھے نالش فوجداری کرنے کی اجازت دیجائے کیونکہ انہوں نے حلفاً گواہی دیتے ہوئے عمداً غلط بیانیاں کیں جس کا ثبوت موجود ہے اور دوران مقدمہ میں پیش کیا جاویگا۔ اسپر استغاثہ والوں کے حلقے میں سنسنی پیدا ہوگئی لیکن ان کو کہنا پڑا کہ اس میں ان کا کیا واسطہ ہے فاضل مجسٹریٹ صاحب بہادر نے کہا کہ اگر یہ طریق اختیار کیا جاویگا اور اگر ایسی درخواستیں منظور کی جاوینگی تو یہ معاملہ مثل شیطان کی آنت کے نہ معلوم کہاں تک طوالت پکڑے گا بہرحال ان درخواستوں پر حکم صادر فرمانا اگلے روز پر ملتوی رکھا، ایسے ہی نتھو خان پر بھی حلف دروغی کا مقدمہ دائر کرنے کی اجازت چاہی گئی ہے اور دیکھا چاہیے یہہ معاملہ کیا رنگ لاتا ہے! سینٹ پیٹرس برگ میں ایک خوفناک سازش طشت از بام ہوئی اور کئی ایک ملٹری کلارک گرفتار کئے گئے۔ مطلب یہہ تھا کہ روس کی ملٹری کونسل بروقت ہفتہ وار اجلاس کے بمب کے گولوں سے اڑادی جائے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

تصحیح - گذشتہ پرچہ میں پادری پی سی اوپل صاحب کے مضمون میں (صفحہ ۲ کالم ۲) جو اوسط تعداد غیر اقوام میں سے مسیحی ہونے کی لکھی ہے اس میں جو ۹ فیصدی کے بجائے ۹۰ نوے فی صدی پڑھنا چاہئے ؛

طلباء میں مسیحیت کا اثر - مسٹر جان آر موٹ ایک نہایت ہی سرگرم اور کارکن جاپانی مسیحی فاضل اپنی ایک تقریر میں طلبا کے اندر مسیحی مذہب کے اثر کے بارے میں بڑی صفائی اور زور کے ساتھ کہتا ہے کہ "میں اپنے خیالات دنیا کے طلبا کی طرز عادات کی بابت جو وہ مسیح یسوع کی جانب رکھتے ہیں آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہہ خیالات ہر ایک براعظم کے طلبا کے درمیان برسوں کے سفر اور مشاہدات پر مبنی ہیں جو میں نے اُن کے درمیان کئے۔ یسوع مسیح دنیا کے طلبا کے دلوں میں سال بسال بہت وسیع اثر کر رہا ہے۔ سوسایٹی کے کسی اور طبقہ کی بہ نسبت کالج اور یونیورسٹی کے طلبا زیادہ تر مسیح کے پیرو کہلاتے ہیں۔ تمام دنیا کے طلبا کسی اور مذہب کی بہ نسبت یسوع مسیح اور اُس کی تعلیم سے زیادہ کھنچے جاتے ہیں۔ وہ اہل فکر سے اپیل کرتا ہے اور اُن کو مدعو کرتا ہے کہ اُس سچائی کی تحقیق و تفتیش کریں جو اُس میں ہے۔ وہ ان کے شکوک رفع کرتا ہے اور وہ وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ آزمایش میں فتحمند ہونے کے قابل ہو جاتے ہیں ؛ یسوع مسیح اخلاقی مملکت میں وہ شئے پیش کرتا ہے جو کہ آدمی کے اندر شجاعت کی مطلوب ہے اور اُن سے بڑی جد و جہد طلب کرتا ہے جیسے جنگ و محاربہ دیگر حلقوں میں شجاعت اور سرگرمی کے طالب ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو گناہ کے خلاف جنگ و جدل میں ناخنوں کی شل گشت کر دیتا ہے۔ اور خدمت اور قربانی نفس کے لئے خوبیں بھرتی کرتا جاتا ہے۔ سوسایٹی کی ترقی کی تمام بہتر تحریکات کا منبع وہی ثابت ہو سکتا ہے۔ یسوع مسیح دنیا کی اقوام کو باہم متحد اور پیوستہ کرتا ہے۔ بڑے سے بڑے برہان کی شہادت ہے کہ طلبا کی یہہ تحریک جس کے ہم ڈیلیگیٹ یا پریزنٹیٹو ہیں تمام دنیا کی یگانگت اور موافقت کو ترقی دینے اور بڑھانے میں تمدن اور تدبر سے بڑھکر کام کر رہی ہے یہہ تحریک کالجوں اور یونیورسٹیوں کا جو اخلاقی فتح کی مرکزی کمین گاہیں ہیں محاصرہ کرتی ہے" ؛

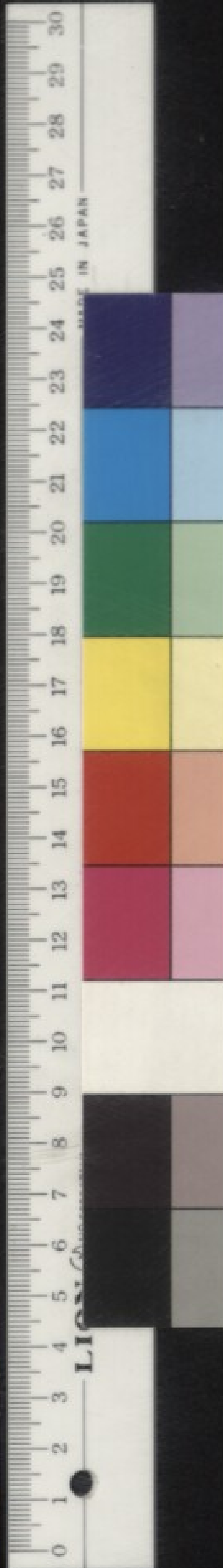
مسٹر موٹ کا یہہ بیان سچائی اور خلوصیت سے پر ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ اس امر کے موید ہیں۔ غیر مذاہب والے کسی مذہب پر خواہ کتنا ہی اعتراض کیوں نہ کریں مگر آخرکار یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح اور اس کی تعلیم بلا شک لاثانی اور صلح بنانے کے قابل ہے۔ اُس میں زور ہے جو لوگوں کو مسیحیت اور مسیح کے حق میں اس قسم کی رائے اور یقین جاننے پر مجبور کرتا اور اُنکو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اُس میں ایک مخفی تاثیر ہے جو خود کی آنکھوں کو نیچا کرتی اور انسانی جذبات اور جوشوں کو دباتی اور روحانی اور الٰہی طبیعت اور آتش کو مشتعل کرتی ہے جو تمام گندے ہوئے آتے کو اندر ہی اندر جھیرا کروالتی ہے ؛

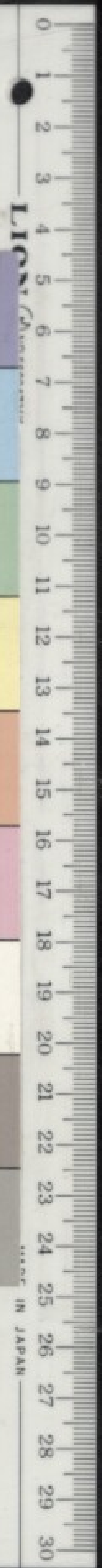
مسز اینی بیسنٹ اور ہندوستانی مشنری

مدرسے ؛ مذکورہ بالا نوٹ لکھکر ہم دوسرا نوٹ لکھنے کی فکر میں تھے کہ اتفاق سے ۲ نومبر کے آریہ میسنجر میں "مسز اینی بیسنٹ اور ہندوستان میں مشنری مدرسے" کا عنوان ہماری نظروں سے گذرا جہیں ایڈیٹر صاحب نے بمبئی کے کیتھولک اگزامینر سے مسز موصوفہ کی ذیل کی عبارت اقتباس کر کے اُس پر اپنا نوٹ چڑھایا ہے۔ اور واقعی ایڈیٹر صاحب مسز اینی بیسنٹ کی رموز کو خوب سمجھے اور درست سمجھے۔ مسز اینی بیسنٹ اگرچہ ہندو مذہب کی بڑی بھاری حامی اور مسیحی مذہب کی مخالف ہے تسپر بھی بائیبل کی تاثیر سے یا دوسرے لفظوں میں مسیح اور مسیحی مذہب کی خوبی اور ہندوستان میں اُسکی تاثیر کے قائل ہے اگرچہ اِس تاثیر کا اقرار کسی اور پیرایہ میں کر رہی ہے جو بظاہر مسیحی مذہب کی مخالفت معلوم پڑتی ہے مگر اُس کے اندر بڑی بھاری سچائی مخفی اور مستتر ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"گورنمنٹ اسکولوں کا مقصد خالص دنیا دینا تھا اور مذہب کو پیٹھ پیچھے پھینک دینا تھا۔ مگر انہوں نے گھر کی مبارک تاثیر کو بالکل مس نہیں کیا۔ مشنری سکولوں میں جو مذہبی تعلیم دیجاتی ہے وہ نہایت ہی منحوس تھی۔ انہوں نے لڑکوں کے دلوں میں جو ایمان کی نرم نرم کونپلیں تھیں اُن کو مرجھا دیا۔ عبادت کی پھلدار زمین کو بنجر بنا دیا۔ ایسا کہ اسمیں کسی مذہب کے بیج کی پرورش نہایت ہی محال ہے اس لئے کہ وہ سخت اور خشک ہو گئی ہے ان مدرسوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان سے وسواسی ریا دلیل طلب (سکیپٹکس) اور مادیت کے ماننے والے بنا ڈالے ہیں۔ اور اُن دلوں میں سے مذہب کو برباد کر کے اخلاق کی بنیاد کو بھی برباد کر دیا" ؛

یہہ ہیں مسز اینی بیسنٹ کے الفاظ۔ اور ایڈیٹر آریہ میسنجر کے ساتھ ہم یہاں تک تو اتفاق کرتے ہیں کہ "مسز اینی بیسنٹ کے یہہ الفاظ ہمارے مشنری دوستوں کو طبعاً مخالف معلوم ہونگے۔ اس لئے کہ خواہ





مُراسلات

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم ۔ برائے نوازش اِس مضمون کو نمبر نور افشان میں درج کرکے ممنون و مشکور کریں ۔

چند مسیحیان گورداس پور ڈسٹرکٹ نے سنا ہے کہ ریٹائیرڈ جرنل انسپکٹر پولیس مسٹر وارٹن صاحب حال مقیمی ریاست پٹیالہ کے چند ایک چک ہیں جنھیں آنصاحب دیسی مسیحیوں کو بود باش کرنے اور اُس میں کاشتکاری کرانے کے خواہشمند ہیں ۔ اب معزز دوستوں سے التماس ہے ۔ کہ اگر کسی صاحب کو ٹھیک طور سے واقفیت ہووے ۔ تو بذریعہ اخبار کے مطلع فرماویں ۔ فقط آداب

لارنس ۔ از گورداسپور

جناب اڈیٹر صاحب

بعد از آداب و سلام کے آپ کو واضح ہو کہ بندے کی چند سطریں نور افشان کے کسی گوشہ میں چھپوا دیجئے تو بندہ آپ کا نہایت مشکور ہوگا اور وہ یہ ہے کہ علاقہ کوٹ گڑھ میں ایک جگہ بنام آنی ایک کرسچن گاؤں ہے (نہایت غریب اور تنگ حال مدد کے لائق سو مہربانی کرکے اِن عیسائی بھائیوں کو نہ بھولیں کیونکہ ۲ سال سے وہاں دو باتوں کے سبب سے کال پڑ رہا ہے ایک یہ کہ وہاں پر بود باش نہ ہونے کا ایک بڑا سبب ہے اگرچہ وہ پہاڑ ہے لیکن گرمی شدت پڑتی ہے اور دوسرا یہ کہ جب بارش ہوتی ہے تو ایسی ہوتی ہے کہ ساری فصل خراب کر دیتی ہے اِس سبب سے وہ بیچارے روحانی و جسمانی دونوں میں بھوکے مرتے ہیں! کیا ایسے شخص مدد کے لائق نہیں اور پھر ہم مذہب شاید کوئی بھائی کہے کہ پھر تم مدد کرو بندے کا تو وہ حال ہے جیسے ایک لنگڑا آدمی دریا کے کنارے کھڑا ہو اور ڈوبتوں کو بچا نہ سکتا ہو لیکن آواز دے سکتا ہو کہ بچائیو آدمی ڈوب رہے ہیں بچائیو سو میرا عذر قبول ہو میری درخواست اُن لوگوں سے ہے جو یہ کام کر سکتے ہوں سو مہربانی کرکے یا تو اُن کے بارے میں ۔ وہ پریسبیٹیری یا سنڈ میں کچھ کہیں، تاکہ مشن اُس جگہ کو نئے لیوے یا اُن کو دیس میں بلا دے تاکہ اِدھر آکے کلیساؤں میں شامل ہوں اور بھوکے نہ مریں، وہاں وے سب (عیسائی کھیت کا) کام کرتے ہیں بیچارے دیسی آدمیوں کو پہاڑ پر کھیتی کرنی کیسی مشکل معلوم ہوتی ہے اگر کسی بھائی کو سچی ہمدردی ہو تو کسی مشنری سے یا پریسبیٹیری میں بیان کرے میں تو لنگڑا ہوں صرف بیان یا اشتہارات دے سکتا ہوں دھن کے کان سننے کے ہوں تو سنئے کہ غریب کیا کہتے ہیں، ۔

راقم بندہ پولوس از لودیانہ

من چہ مے سرایم و طنبورہ من چہ می سرائید

معزز و محترم ناظرین نور افشان!

(ع ۱)

نور افشان "۱۰ اکتوبر سنہ رواں میں ڈاکٹر ہیرالال صاحب نے کمال کر دیا کیوں نہ ہو اول ڈاکٹر اور پھر ہیرالال جس کہ اُنکی بلند پروازی محمدیوں میں سے مسیحیوں پر پرمارتی ہے آپ ڈاکٹر ہو کر خود لکھتے ہیں کہ شاباش اے قاضی عبدالکریم تیری محبت بے شک سچی ہے بعد ازاں عوام الناس سے آفرین کی شہادت دلا کر اور جناب قاضی صاحب کی انجیلی خدمت کا پیرایہ علانیہ میں بیان فرماتے ہیں ۔ باوجود سب کچھ مان لینے کے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری بھی ڈاکٹر صاحب کو کوئی نیک صلاح نہیں دے سکتی کیونکہ آپ ڈاکٹر ہو کر فرماتے ہیں کہ قاضی صاحب کچھ نیم سودائی اور وہمی سے ہو گئے پھر آپ اپنے ہی منہ مبارک سے فرماتے ہیں خیر پورا پاگل کہنا تو بجا نہیں اب جائے حیرت ہے کہ ایسے ڈاکٹر صاحب کے ایسے متضاد اقوال کیونکر تسلیم کئے جائیں شاید آپ جملہ امراض کی تشخیص بھی اسی پیمانہ پر کرتے ہوں گے افسوس صد افسوس ۔

ع ۲

کسی شخص نے کہا تھا کہ میں نبی ہوں جب دلائل طلب ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ تو نبی ہے ۔ بس اِسی طرح مسٹر وارث الدین صاحب کے معجزوں کا حال ہے کیونکہ آپ کے دعوے کو جلا بخشنے والا گو کبھی الہیہ نہیں تاہم الہیہ کے محترم سگے بھائی ہیں بس معجزے کیسے ہمارے شہر سے بھی ایک دائم المریض کو ۲ تمبر سے ۲۰ تک سیالکوٹ رہنے کا اتفاق پڑا تھا مگر اب زیادہ علاج کے لئے کسی لائق ڈاکٹر کی تلاش وعلاج میں سفر کرنا پڑا بس معلوم شد ۔

ہمارے خیال میں تحریر کنندہ بھول گئے ۔ ہمکو بھی ایک لطیفہ یاد آیا ہے کہ ایک میراسی اور اسکی ماں دونوں اِس امر کا دعوے کیا کرتے تھے کہ ہم اولیا ہیں کسی نے پوچھا کہ دعوے کا کوئی ثبوت بھی ہے ؟ میراسی بولا کہ ہاں ہے ۔ اور یہ کہا کہ جب کبھی آسمان پر ابر چھا جاتا ہے تو میری بیوی کہا کرتی ہے کہ آج مینہ پڑیگا ۔ میں کہدیا کرتا ہوں کہ ہرگز نہیں پڑیگا ۔ کبھی تو وہ سچی نکلتی ہے اور کبھی میں ۔ اِس لئے ہم دونوں ولی ہیں ۔

(اڈیٹر)

ع ۳

ہمارے پنجاب میں سیالکوٹ مسیحیوں کا مکہ بننے لگا مگر ہائے افسوس کہ دیسی مسیحیوں اور انجیلی خدمت کی

مشکلات کا خواب میں بھی ذکر تک نہیں مگر بزرگ برادران باوجود دیندار و خدا پرست ہونے کے امیر کابل کی خدمت میں (بوقت سیاحت انکی کے) حاضر ہوتے تو جس نے ہنود کو ممنون کیا کیا وہ دیسی مسیحیوں اور پاک انجیل سے کترا جاتا ہرگز نہیں بزرگو! آپکی غفلت کا یہہ نتیجہ ہے کہ بیکس قاضی عبدالکریم مصائب شدید کا شکار ہوگیا پس اُس کا خون اُنپر ہے جو کہ قوم کے سر تھے اور ہنود کے برابر بھی نہ نکلے بابا فقیروں کو تو کوئی جانتا بھی نہیں ورنہ خود کچھ کرتے آیندہ پھر کسی وقت حاضر خدمت ہوکر عرض کرونگا۔

عکس

جین مت کے لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر اپنے دل کو محض تسلی دینے کی خاطر بڑیاں بناتے اور بھون کر خوب شوربا دار بناتے ہیں تاکہ نہ صرف گوشت کی تلافی ہو بلکہ بڑیاں بشکل بوٹیاں بھی دل اور آنکھوں کو ٹھنڈا کردیں۔

پس یہی حال ہمارے کنونشنیاں برادران کا ہے کیونکہ اپنے گرجاؤں و دعاؤوں میں تو اقرار گناہاں کا نام تک نہ لیا مگر کنونشن میں سال ہا سال کی قضا عمری پڑھ دکھاتے ہیں گو اب کے کچھ شرم مانع رہی تاہم اے بزرگان باادب عرض ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کی طرح اگر سنجیدگی سے اقرار گناہاں شامل عبادت کریں تو بےشک مستحسن ہے وہ ہوگا پھر تو قضا عمری اور شرم و ندامت کی بھی حاجت نہ پڑیگی ÷

الراقم

فقیر حقیر از جنڈیالہ

الیسٹ انڈین ریلوے نے کلکتہ سے ہفتہ وار ولایتی ڈاک بمبئی تک پہنچانے کے لئے ایک جدید ایکسپریس ٹرین تیار کی ہے جو اعلیٰ درجہ کی نفیس اور آرام دہ ہے

روحانی گواہ

نمبر-۱

دیباچہ

چونکہ آج کل اخباری باتوں کا کم یقین کیا جاتا ہے اس واسطے میرا خیال نہیں تھا۔ کہ اس مضمون کو اخبار میں بھیجوں۔ خاصکر اس خیال سے کہ دنیاوی خیال کے لوگ دنیا کی باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ اور وہ ان باتوں کو جو اُن کے تجربہ میں نہ آئی ہوں یقین نہیں کرتے۔

سیالکوٹ کنونشن میں مینے اس مضمون کا بہت سا حصہ پڑھکر سنایا۔ میرے بعض دوستوں نے یہہ صلاح دی کہ یہہ باتیں قلمبند ہوں۔

میں ان کو اس امید پر خدا سے دعا کرکے پیش کرتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کی زندگی میں اس قسم کی باتیں واقع نہیں ہوئی ہیں۔ خدا کرے کہ یہہ سب واقعات اُن کے سامنے بھی آویں اور جوان سے واقف ہیں۔ انکو زیادہ تقویت ہو ÷ میری دعا ہے کہ خدا کرے کہ میرے اس مضمون سے بہتوں کو روحانی قوت ملجاوے۔ نام کے مسیحیوں اور غیر مذہب والوںکی آنکھیں کھل جاویں تاکہ جو باتیں خدا نے مجھہ پر ظاہر کی ہیں ناظرین میں سے ہر ایک پر ظاہر ہوں اور کہ پڑھنے والے نقطہ چین نہ ہوں بلکہ نقطہ کو حاصل کرنے والے۔

"جب روح القدس تم پر آویگی۔ تم قوت پاؤگے" اعمال ۱ باب ۸۔ آیت ÷

ہمارا اسوقت کا مضمون ہے کہ ہم سیالکوٹ کیوں آئے ہیں۔

میں ہر ایک حاضرین سے پوچھتا ہوں کہ آپ سیالکوٹ کیوں آئے ہیں؟

میں نے جنوری کے مہینے میں کمیٹی کے بزرگوں کے سامنے پیش کیا تھا کہ ہمارا ایک مضمون ہو کہ ہم سیالکوٹ میں کیوں آئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ کوئی بزرگ اس مضمون پر ہمکو کچھ سنادینگے۔ کمیٹی نے میرے ذمہ ڈال دیا کہ میں اس مضمون پر آپ صاحبوں کے سامنے کچھ عرض کروں ÷

سو میں سب حاضرین سے پوچھتا ہوں کہ آپ سیالکوٹ کیوں آئے ہیں؟

تعجب نہیں کہ اس کے مختلف جواب ہوں گے

(۱) بعض کہینگے کہ برکت لینے ÷
(۲) بعضے کہ عبادت کرنے کو ÷
(۳) خدا کی تعریف کرنے کو ÷
(۴) خدا کا جلال دیکھنے کو ÷
(۵) جلسہ دیکھنے کو ÷
(۶) وعظ سننے کو
(۷) خدا کا کلام سننے کو
(۸) خدا کے بندوں سے ملاقات کرنے کو

پر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ سب کے یہاں آنے کا ایک ہی مقصد نہ ہو۔ تو ہم سب کا آنا بے فائدہ ہے ÷

اور وہ مقصد ہونا چاہیے کہ "تم قوت پاؤگے" ÷

قوت ایک نادیدنی شے ہے نہ اُس کا رنگ ہے نہ شکل۔ پر اُس کا وجود ضرور ہے ÷

اگر دنیا میں قوت نہ ہوتی تو ہم میں سے ایک بھی سیالکوٹ نہ آسکتا۔

قوت دو قسم کی ہوتی ہے۔ دنیاوی اور دینی

دنیاوی قوت ہے

(۱) علم (ب) عہدہ (پ) روپیہ (ت) حکومت

رث)، بدنی زور (ث)، دنیاوی عقل (ج)، اختیار (چ)، مقدمہ بازی کی قوت (ح)، کھیتی کرنے کی قوت (خ)، سوداگری کرنے کی قوت (د)، تیرنے کی قوت (ڈ)، بولنے کی قوت وغیرہ وغیرہ دنیاوی قوت ہے۔

(ا)، روحانی حکمت (ب)، روحانی علم (پ)، ایمان (ت)، محبت (ٹ)، چنگا کرنے کی قوت (ث)، نبوت کرنے کی قوت (ج) کرامات کرنے کی قوت (چ) خدا کے کلام کو پڑھنے کی قوت (ح)، دعا کرنے کی قوت (خ)، سچ بولنے کی قوت (د)، خدا کو جاننے کی قوت (ڈ)، خدا کی مرضی کو پہچاننے کی قوت (ذ) خدا کی قدرت کا گواہ ہونے کی قوت (ر)، روحوں کو پہچاننے کی قوت (ڑ)، سچائی پر چلنے کی قوت وغیرہ وغیرہ

دنیاوی زندگی کو بسر کرنے کے واسطے دنیاوی قوت کی ضرورت ہے۔

اور روحانی زندگی بسر کرنے کیواسطے روحانی قوت کی ضرورت ہے۔

ہم یہاں سیالکوٹ میں دنیاوی قوت کو خرچ کرنے آئے ہیں تاکہ ہمکو روحانی قوت ملجاوے۔

روحانی قوت ملیگی کس طرح سے۔

(ا)، خدا کا کلام پڑھنے اور سننے سے (ب) خدا کی حمد کرنے سے (پ)، دعا کرنے سے (ت) جن لوگوں میں خدا کی قوت نے کام کیا ہے اُن کی گواہی سننے سے (ٹ) خدا کا منتظر رہنے سے (ث)، خدا پر بھروسہ کرنے سے۔

یہاں بہت سے خدا کے بندے آئے ہیں جو خدا کے کلام میں سے بہت کچھ آپ کو سناوینگے جس سے علم الہٰی میں آپ کی مدد ہوگی۔

بہت لوگ یہاں آئے ہیں جو ہمارے ساتھ دعا اور تعریف میں شامل ہوں گے اس سے ہمارا دل تیار ہوگا۔

اس وقت ہندوستان کیا دنیا کے بہت سے حصوں میں خدا کے بندے ہیں۔ جو دعا سے ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اس سے ہمکو قوت ملیگی۔

بہت سے خدا کے بندے یہاں ہوں گے جو آپ کو وہ عجیب باتیں سناوینگے جس سے آپ کے ایمان کی ترقی ہوگی۔

جو لوگ یہاں خدا کی قدرت کے گواہ ہونگے میں ان میں سے ایک ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اس قوت کا مفصل حال بیان کروں۔ جس سے میرے ساتھ خدا نے عجیب کام کئے ہیں۔ تاکہ آپ کا ایمان زیادہ ہو۔ اور کہ آپ کو وہ قوت ملجاوے جس کی خاطر آپ سیالکوٹ آئے ہیں۔ یا اگر مل چکی ہے تو ترقی ہو۔

الراقم

وارث الدین گوجرہ ضلع لائیل پور۔ پنجاب۔

ریویو

جولیس کی کشمکش

تقطیع درمی۔ ضخامت ۱۳۰ صفحہ قیمت ۶ علاوہ محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ:۔ پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ لاہور۔

یہہ ایک قدیم زمانہ کا مسیحی تذکرہ ہے جسمیں مولف نے یہہ دکھایا ہے کہ کس طرح ایک غیر مسیحی ایک مسیحی سے معقولی بحث میں ہار کر مسیحی گروہ میں شامل ہوا ہے۔ مولف کے فلسفہ کی غایت یہہ ہے کہ انسان اپنے مقررہ امتیاز اور طرح کو چھوڑ کر اگر تمام بنی نوع کے ساتھ ایک سطح پر آجائے تو اُسکو سچی خوشی اور حقیقی اطمینان مسکتا ہے۔ اور بنی نوع کے ساتھ صرف ایسا ہی برتاؤ جو وہ پیش کرتا ہے انسان کو حقیقی اور ابدی نجات کیطرف رہنمائی کرتا ہے۔

مسیحی فلسفہ کے مطابق اعتبار اور امتیاز کو چھوڑ کر تمام بنی نوع کے ساتھ ایک سطح پر آجانے کا خیال بہت ہی پسندیدہ ہے۔ اور اس پر غور کرنے سے ہم ایک خیالی راحت اور اطمینان بخش زندگی کی امید باندھ سکتے ہیں لیکن وہ ایک موہوم آرزو ہے جب ہستی کا وجود اور انتظام عالم کا بقا اس اعتبار اور امتیاز ہی پر منحصر ہے تو ایک ایسی زندگی کی خواہش کرنا جو فلسفہ کے وسیع الخیال سے تو صرف ممکن ہی نہیں بلکہ آرام دہ بھی ہے۔ لیکن حقیقتاً کسی طرح ممکن نہیں۔ انسانی پیدایش کے اس غرض کو نظر انداز کرنا ہے۔ جسکی غایت یہہ ہے کہ وہ عذاب و ثواب کا مستحق ٹھہرایا جائے۔

یہی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جسمیں قدیم فلسفہ نے بہت بڑی ٹھوکر کھائی ہے۔ اور جو باوجود اپنی طول و طویل اور ہمدردی آمیز دلایل کے کبھی فروغ نہ پاسکا موجودہ زمانہ میں انارکسٹ۔ اور نہلسٹ فرقوں کا عملدرآمد اس ہی فلسفہ کی بنا پر ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اُن کا غلط خیال انتظام دنیا کیلئے کس قدر خطرناک ہے۔

تعینات کا پابند رہکر بنی نوع سے ہمدردی کا برتاؤ رکھتے ہوئے نیکی سے زندگی گزارنا فلسفہ پیدایش کا خاص مقصد ہے۔ اور اس سے گریز کرنا منشائے پیدایش سے سرتابی کرنا ہے۔

ایسی زندگی میں مشکلات کا حایل ہو جانا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن اس سے بددل نہ ہونا چاہئے۔ یہ مشکلیں بداحتیاطی اور بے پروائی سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ایک اجنبی حکیم جولیس کو بتاتا ہے۔ "تمہارا راستہ بالکل صاف ہے۔ تمہاری تمام مشکلات کی جڑ انسانی جذبات میں ہے۔ تمہاری تمام خواہشیں تمہاری قوت ارادی سے زیادہ مضبوط ہیں۔ انہوں نے تمہیں اپنا غلام کر لیا ہے"۔

وہ کتنا غلط فلسفہ ہے۔ جو ترک دنیا۔ ترک تعیشات ترک اعتبارات اور ترکہ۔ نعماے دنیوی کیطرف میجا کر نجات اخروی کا امیدوار بناتا ہے۔ یہہ ایک معقول سوال ہے کہ کیا وہ فلسفہ اس سے افضل اور برتر ہو سکتا ہے یا نہیں جو ہمیں سکھاتا ہے کہ دنیا سے جائز فائدہ حاصل کرنے اور ناجائز کو ترک کرنا ہی نجات کا باعث ہے۔

انسانی تمدن و معاشرت میں ایک بڑا گہرا فلسفہ موجود ہے جو اپنے مشترکہ ہمدردی کے باعث بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ بہ نسبت اس فلسفہ کے جو تنہائی و خاموشی کی لالچ میں بہا تو بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دراصل انسانی پیدایش کے غایت سے بہت دور ہے۔

یہہ بہت ممکن ہے کہ ہم کسی اضطراری پسند یا خواہش سے مجبور ہوکر تمام دنیاوی جائز نعمتوں اور لذتوں کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ اپنی زندگی کے اصول بدلنے سے پہلے سوشیالوجی کے اعتبار پر اپنی معاشرت اور تمدن کو ایک غائر فلسفیانہ نظر سے جانچیں جیسا کہ ایک اجنبی حکیم جولیس سے کہتا ہے۔

اگر تمہیں تنہائی اور خاموشی کی زندگی زیادہ پسند ہے — اور زندگی کے کاروبار میں تمہارا دل نہیں لگتا۔ اگر فلسفے کیطرف تمہاری طبیعت کا میلان ہے تو بھی جبتک تمنے زندگی کے حالات کو اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم نہیں کیا اس شغل میں معروف نہونا اور اس لیے پہلے تمہیں مناسب ہے کہ خانہ داری اور آزاد شہری کی حیثیت سے ان تمام امور کا تجربہ کرلو۔ اگر اس کے بعد بھی تمہارے دل کو تنہائی کیطرف زیادہ کشش ہو تو تب تم کہہ سکوگے کہ یہہ خواہش فی الحقیقت ایک سچی خواہش ہے۔

مولف ایک عجیب منطقی اصول کو کام میں لاکر جولیس کے زبان سے اقرار کراتا ہے کہ اس کو ہیں موجودہ طریق زندگی میں تسلی و خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ چنانچہ جولیس کہتا ہے کہ:-

میں ان سب باتوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور سچ تو یہہ ہے کہ مجھے اس شادی و نکاح سے کچھ بھی تسلی و خوشی حاصل نہیں۔ شاید آخر فلاسفر ہی سچے ہیں جو کہتے ہیں کہ

"اس زندگی میں ہمیں وہ چیزیں کبھی حاصل نہیں ہو سکتیں جنکی ہماری روح آرزومند ہے"۔

میں شادی کے معاملے میں اس قول کا پورا تجربہ کرچکا ہوں۔

لیکن میں مولف سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس کا دور از کار اور موہوم فلسفہ کوئی ایسا طریق زندگی پیش کر سکتا ہے۔ جس سے وہ تمام چیزیں حاصل ہوسکیں جنکی ہماری روح آرزو کرتی ہے۔

جولیس ایک غیر مسیحی کی حیثیت سے اپنے ایک مسیحی دوست پمفلیس سے کہتا ہے۔ "تمہیں اس امر کی بھی پرواہ نہیں کہ انسانی نسل کو جاری رکھا جائے اگر دنیا کے اور لوگ بھی تمہارے ہی جیسے ہوتے تو دنیا کا کبھی کا خاتمہ ہوگیا ہوتا"۔ پمفلیس اس کا جواب دیتا ہے۔ "مگر یہہ بات درست نہیں۔ البتہ یہہ بات سچ ہے کہ ہم نسل انسانی کو جاری رکھنے کیلئے ایسے بہت فکرمند نہیں ہیں۔ اور نہ کوئی ایسی بڑی بات خیال کرتے ہیں اور اس امر میں آپ کے فلاسفر بھی ہمارے ساتھ متفق الرائے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے آسمانی باپ نے اس کا پہلے ہی سے بندوبست کر چھوڑا ہے اور ہمارا منشا۔ فقط یہی ہے کہ اسکی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں اگر اسکی یہہ مرضی ہے کہ نسل انسانی جاری رہے تو جاری رہیگی اگر نہیں تو اُس کا خاتمہ ہوجائیگا ہمارا اس سے کچھ واسطہ نہیں ہے"۔

کیا کوئی عقلمند۔ کوئی فلاسفر اور کوئی انسانی ہستی کے وجود کے اسباب پر غور کرنے والا اس خیال کی تائید کریگا۔ اور یہہ فتویٰ دیدیگا کہ نسل انسانی کو جاری رکھنے سے ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے؟

مولف نے خود اس غلطی کو محسوس کیا ہے چنانچہ وہ کچھ آگے چلکر لکھتا ہے "نہ صرف ہمارے بزرگ شادی کی ممانعت نہیں کرتے بلکہ وہ ہر طرح سے اسکی ترغیب دلاتے ہیں۔ ہماری اور تمہاری شریعتوں میں فقط اتنا فرق ہے کہ ہماری شریعت ہمیں یہہ تعلیم دیتی ہے کہ جو کوئی شہوت کی نظر سے عورت پر نظر ڈالتا ہے وہ گناہ کرتا ہے۔ اس لیے ہم اور ہماری عورتیں بجائے بناؤ سنگار کرنے کے اور اس طور سے شہوانی جذبات کو تحریک دینے کے اپنے حسیات پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے اس قسم کی محبت جیسی بھائیوں اور بہنوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ہمارے درمیان زیادہ قوی ہوتی ہے بہ نسبت اُس محبت کے جو آدمی عورت سے رکھتا ہے اور جسے تم لوگ محبت کے نام سے پکارتے ہو"۔

شرعی تعلیم تو بے شک ایک اخلاقی ہدایت ہے لیکن اس سے اخذ کیا ہوا نتیجہ میں نہیں جانتا کہ کیا معنے رکھتا ہے جبکہ "نسل انسانی کو جاری رکھنے سے کچھ واسطہ نہیں" ہے اور جذبات شہوانیہ کو فرو کرکے طبیعت کو اعتدال پر لانا بھی منشا نہیں ہے۔ تو پھر معلوم نہیں کہ آپ کے بزرگ کس ضرورت سے عقد کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور سوسائٹی میں وہ کیا معنی رکھتا ہے۔

جولیس کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا تم حسن کے شیدا نہیں ہو اور اس خوبصورت لڑکی کو دیکھکر جو تمہارے ساتھ تھی۔ تمہارے دل میں

ھو گرم تحریکیں پیدا ہوتی ہونگی ؛ پنفلیس کا بقول مولف شرماکر جواب دینا کہ "میں نہیں جانتا ۔ میں نے کبھی بھی اُس کے حسن کا خیال نہیں کیا" بتاتا ہے کہ اُس کا دل اُس لڑکی کے خیال سے خالی نہ تھا ۔ اور اس میں اس کا کچھ قصور نہیں ۔ یہہ کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ یہہ انسان کا فطرتی تقاضا ہے ۔ نبی اور رسول کو مستثنے کرتے ہوئے کوئی بھی عمدہ سے عمدہ اخلاقی ترتیب اور اعلے سے اعلے مذہبی تعلیم انسان میں سے اس نیچرل جذبہ کو نکال نہیں سکتی بلکہ فلسفہ تمدن کو غایر نظر سے جانچنے والا یہہ رائے قایم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہی کشش اور جذبہ ہے ۔ جو انسان کے خانگی زندگی کو خوش اور مسرت آمیز بنائے رکھتا ہے ۔ شادی کے مسئلے میں پنفلیس کی زبانی خوبصورت عورت کا تعین اور متوقع خوشی کا زمانہ آیندہ میں اظہار کا خیال بتاتا ہے کہ مولف کی نظر محدود ہے یا وہ خود ہی پہلے ایک غلط فارمولا بناتا ہے ۔ تاکہ آگے اُس پر جرح کرکے اپنے خیال کو مستحکم اور صحیح ثابت کرے ؛

مینے خاص طور سے یہہ بات مارک کی ہے کہ مولف نے بعض بعض اعتراض ایسے ہلکے پیرایہ میں اٹھائے ہیں کہ وہ قریب قریب فضول اور بے ضرورت ہوگئے ہیں ۔ اور بعض جگہ وہ ایسی منطق کام میں لایا ہے کہ جس نے اُسکو اپنے اظہار خیالات میں عمدگی سے مدد دی ہے ۔ لیکن دراصل وہ اصول مناظرہ کے خلاف ہے ؛

اس لئے انسانی معاشرت اور تمدن کے اُس طریقہ کو جو جولیس اختیار کئے ہوئے تھا ۔ یا میں کہہ سکتا ہوں کہ جو آج کل ہم اختیار کئے ہوئے ہیں ایک بڑے رنگ میں رنگ کر اپنے سامنے مناظرہ کے لئے کھڑا کیا ۔ اُس نے جولیس اور اُس کے بیٹے کو انسانی حیثیت سے منتہائے پستی اور قعر تنزل میں گرا کر ایک نیک مسیحی کے مقابلہ میں پیش کیا ہے ۔ اور یہہ انصاف نہیں ہے ۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ پنفلیس کے مقابلہ میں ایک ایسے کیرکٹر کا آدمی پیش کرتا جو اُس زمانہ کے طرز معاشرت کے اعتبار پر نیک کہا جا سکتا ؛

جولیس کے خیالات ذرا ڈگمگاتے ہی حکیم کا نصیحت کیلئے کہیں نہ کہیں ملجانا بھی ایک قصہ میں کچھ بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے ۔ اور بالکل وہی صورت رکھتا ہے جو رینالڈ کے مشہور ناول ماسٹ میں شیطان کا نزول نہیں معلوم کہ مولف نے کہیں اس ہی خیالات سے تو اُسے اکثر پیش نہیں کیا ہے ۔ "دنیا کی حکمت" اور "کیا شیطان شیطان کو نکال سکتا ہے" بہت غور سے پڑھنے کے قابل باب ہیں ۔ اور زندگی کے اچھے اصول معلوم کرنے والوں کیلئے مفید سبق ہیں ۔

مجھے امید ہے کہ "مولف صاحب" اور "ریلیجس بک سوسائیٹی" مجھے معاف کریگی ۔ اور میری صاف بیانی کو کسی قومی یا مذہبی وجہ پر محمول نہ کریگی ؛

الراقــــــــــــم

سید گل بادشاہ ایڈیٹر "جاسوس" و "الاخلاق" آگرہ

سیالکوٹ کنونشن

ہم اپنے آسمانی باپ کا اور خداوند یسوع مسیح منجی دارین کا شکر کرتے ہیں ۔ کہ اُس نے ہمکو سب طرح کی روحانی و جسمانی نعمتیں بخشیں اور ایسا آرام کا زمانہ عطا فرمایا کہ ہم بلاخوف و خطر اپنی تمام دینی رسومات ادا کرتے اور بلاخوف جان انجیل کی بشارت دیتے رہتے ہیں خدا اس سلطنت انگلیشیہ کو دایم برقرار رکھے جس کے عہد میں خدا نے اپنے بندون کے دل کو اس مبارک جلسہ کی تقریب کا خیال ڈالا ۔ کہ اس ملک کے ہر چہار طرف کے مسیحی سال میں ایکبار ایک جا جمع ہو کر روحانی خوراک کے مزے اور ابدی خوشی کا سرور حاصل کریں ۔

ہندو مسلمانوں کے واسطے بہت سے متبرک مقامات ایسے ہیں جہان وہ ہر سال وقتاً فوقتاً جمع ہوتے ۔ علاوہ دینی رسومات ادا کرنے کے سوشیل فواید بھی حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ مثلاً ہندوؤن کیواسطے گنگا کا میلا ۔ آریوں کیواسطے گروکل ۔ مسلمانوں کے واسطے اجمیر و دیگر مقدس مقامات مگر ہم مسیحیوں کیواسطے کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ جہاں یہہ جمع ہو وین ۔ اور بلا خیال جماعتی تقسیم کے یک دل ہو کر خدا کی حمد و ثنا و عبادت کریں ۔ شکر ہو اُس مسبب الاسباب کا کہ اُس نے اس نیک کام کیواسطے سیالکوٹ کنونشن کو ہمارے میل کا سبب ٹھہرایا ۔ جہاں تمام ہندوستان کے مسیحی ہر ایک کلیسیا میں سے یسوع کے نام پر اکٹھے ہو کر اُسی مبارک نام میں خدا کی عبادت کرتے ہیں ۔ کبھی ہندوستان میں اسطرح نہ ہوا ۔ اور نہ ہو سکا ۔ اگر خدا کا ہاتھ اُسمیں نہ ہوتا ۔ تو بھلا ممکن تھا ۔ کہ رسومات کے پابند ۔ اور دیگر اپنی اپنی کلیسیائی تدابیر کے کتنے قیدی اس طرح ملکر عبادت میں جمع ہوتے مجھے یقین ہے کہ یہہ میل اور ملاپ کا سامان اللہ ہی کے ہاں سے حکماً جاری ہوا ہے ۔ خدا اُسکو برقرار رکھے ۔ یہہ کنونشن بہر طور برکات آسمانی اور نعمتہائے روحانی کا چشمہ ہے ۔ جسکا منبع آسمان میں ہے ۔ جس کے آبشاروں سے مسیحی اور غیر مسیحی سیراب ہو رہے ہیں ۔ ممکن نہیں کہ میں اُس کے سب فواید کو بیان کر سکوں ۔ صاحب نور افشان نے بہت کچھ تحریر کیا ہے ۔ اپنی کوتاہ عقل کے مطابق میں بھی کسی قدر عرض کئے دیتا ہوں ؛

(۱) سوشیل فایدہ ۔ جابجا ہم سنتے رہتے ہیں کہ فلان موقعہ پر فلان شہر میں سوشیل گیدرنگ ہوئی ۔ یہہ محدود سے چند آدمیوں کی ہوتی ہے ۔ جو کہ یا تو اُسی

کلیسیا کے یا زیادہ سے زیادہ اُسی شہر کے ہوتے ہیں مگر سیالکوٹ کنونشن ایک سوشیل گیدرنگ ہے۔ کہ جسمیں راس کماری سے کشمیر تک اور برہما آسام سے پشاور تک کے تمام کلیسیاؤں کے چیدہ چیدہ ممبر ایک ہزار سے ۱۵ سو تک جمع ہوتے ہیں۔ آپسمیں میل ملاپ ہوتا۔ محبت بڑھتی۔ اور ایک دوسرے کو دیکھکر شکرگذاری ادا کیجاتی ہے۔ اور سوشیل گیدرنگ سے جو فواید ہوتے اور ہونے چاہئے۔ وہ بلا امتیاز رنگ و قوم یہاں حاصل ہوتے ہیں یہاں کالے اور گورے کی تمیز نہیں رہتی۔ تمام سوڈیشی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس سے بڑھکر سوشیل گیدرنگ اور کیا ہو سکتی ہے جو کسی موقعہ پر وہاں حاضر ہوئے ہیں وہ میرے دعوے کی حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) کلیسیائی تفاوت کا دور ہونا۔ بعض اس قسم کی متعصب کلیسیائیں ہیں۔ جو دوسری کلیسیاؤں کے ساتھ ملکر عبادت کرنا اگر گناہ کبیرہ نہیں تو ناجائز ضرور سمجھتے ہیں۔ مثلاً ہمارے پلیمتھ برادرن کبھی کسی گرجا میں جاکر دوسری کلیسیاؤں کے ساتھ عبادت نہیں کرتے یا فیتھ چرچ والے۔ اور بعض اور ایسے ہی۔ مگر سیالکوٹ کنونشن ایک ایسی الہٰی عبادت ہے کہ تمام مسیحی ایکہی شامیانے کے نیچے مسیح کی عبادت کرتے ہیں۔ مسرور ہوتے اور ابدی سرور حاصل کرتے ہیں۔ اس برکت کے واسطے خدا کا شکر ہو یہہ برکت ہندوستان کو سیالکوٹ کنونشن سے حاصل ہوئی ہے۔

(۳) خلوتی دعاؤں کا طریقہ۔ اور دعا میں لگے رہنے کا طور وہاں سیکھا جاتا ہے۔ دعاؤں کے وسیلے خدا کی نزدیکی کا پتہ بہتوں کو کنونشن سے حاصل ہوا ہے دعا کا کمرہ گویا خاص الہٰی حضوری کا دربار ہوتا ہے۔ جہاں بے پردہ خداوند یسوع میں الہٰی دیدار حاصل ہوتا ہے گذشتہ سال کے مکاشفے کسی سے پوشیدہ نہیں ایسا

بھی لوگ کسی عجیب بات کے دیکھنے کے خواہشمند تھے مگر خدا نے عام طور پر اس طرح نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ دین ایمان نادر پر نہیں قدرت پر رہتا ہے۔ جو دیر پا نہیں تاہم اب کے بھی مکاشفہ کی برکات سے کنونشن خالی نہیں رہا۔ معلوم نہیں کہ کس کس کو کس کس قسم کا مکاشفہ ہوا۔ بیان نہیں کیا گیا۔ میں ایک شخص کو جانتا ہوں۔ جو کنونشن کے متعلق بعض انتظامی نقص دیکھکر بہت بے چین تھا۔ اور کنونشن سے نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ میں دوپہر کے وقت دعا کے کمرہ میں گیا۔ اور اپنی گھبراہٹ خدا کے سامنے پیش کرکے عرض کی کہ اے خدا انسانی انتظام تیری برکتوں کو روک رہا ہے وہیں اُسپر الہٰی جلال ظاہر ہوا ایسا نور اُس نے دیکھا۔ اور تین صورتیں اُس کے اندر۔ جن صورتوں کی تصویر اُس کے دماغ میں ہے۔ وہ بیان نہیں کر سکتا۔ مگر اُس نے اُس سے یہہ مفہوم کیا۔ کہ اے نادان کیا انسانی انتظام کا میرے کاموں میں کیا دخل ہیں یہاں موجود ہوں جیسا تیرا ایمان ہے ویسا تیرے لئے ہو۔

(۴) کلام کی تلاوت اور اس کا سننا۔ یوں تو ہر روز ہر مسیحی اپنے گھر میں کسی نہ کسی وقت کلام کو پڑھتا اور اتوار کو کلام سنتا ہے۔ مگر بایام کنونشن سوائے کلام کے کوئی دوسرا تذکرہ ہی نہیں۔ پڑھنے والے پڑھتے اور سننے والے سنتے وہاں کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ کہ جب کلام الہٰی بند ہوتا۔ دعا کے کمرہ میں ہر وقت دن و رات کلام کھلا ہے۔ دعائیں ہوتی ہیں۔ اور ہر بھوکے کو روٹی اور پیاسے کو آبحیات ملتا رہتا ہے۔ اس کے لئے بھی خدا کا شکر ہو۔

(۵) وعظ و نصایح۔ یوں تو آجکل ہر ایک اپنی جگہ پر لوتھر و کیلون ہی بنا بیٹھا ہے۔ یہی سمجھتا ہے کہ جیسا میں کلام کو سمجھتا۔ جیسا میں کلام کی تفسیر کر سکتا

ہوں اور کوئی بھی نہیں۔ مگر سیالکوٹ میں جاکر یہہ دعوے باطل ٹھہرتا ہے۔ وہاں ایسے ایسے روح سے معمور واعظین آتے ہیں کہ جنکا دیدار ہی الہٰی نعمت کا حصول ہے۔ اور ان کا کلام معجز بیان روح کی قوت سے دلوں کو چھیدتا جاتا ہے۔ ایسے کے سامنے تمام فرعونی دعوے کہ ہمچو ما دیگرے نیست باطل ہوتے ہیں۔ بھلا اگر کنونشن نہ ہوتی۔ تو آسام کے پادری جونس صاحب کے نورانی چہرہ کا دیدار اور اُن کے بے نظیر نصایح ہمیں کہاں نصیب ہوتے۔ میں چونکہ انسان کی تعریف لکھنے نہیں بیٹھا۔ اس لئے شخصی طور پر میں کسیکا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ پادری صاحب موصوف کا بھی ذکر اس لئے کیا گیا۔ کہ صاحب ایڈیٹر نور افشاں نے خاص طور پر انکا ذکر کیا تھا۔ ایسے ہی بزرگ تھے۔ جن کے ہر ایک کلام سننے کو بہت سے ترستے تھے۔ بہتوں کا سننا اور بہتوں کی سننے سے نئے انتظام کی وجہ سے محروم رہے۔

(۶) حمد و ثنا۔ دعا کا کمرہ تو ہر وقت حمد و ثنا کے گیتوں سے گونجتا رہتا تھا شامیانہ میں بھی زبور کے ترانے اُڑتے رہتے تھے۔ ایسی خوشی اور شادمانی کا وقت ہوتا ہے کہ سرور سال بھر دماغ میں رہتا ہے۔ چنانچہ میں یہہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ اور دماغ میں وہی نعرے اُٹھ رہے ہیں۔ بولو یسوع مسیح کے نام کی جے۔ تعریف تعریف کی صدا آرہی ہے۔ اے میرے خداوند اس کنونشن کو اپنی دوسری آمد تک قائم و برقرار رکھنا۔ اور اُسکو ہر بری نظر اور بدنیت سے بچانا۔

(۸) اگرچہ اسدفعہ اقرار گناہ کا طریق بند کر دیا گیا۔ جو نہایت مناسب اور واجب ہوا ہے۔ تاہم خدا کی روح وہاں ہر ایک دل کو قایل کرنے کیواسطے موجود ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ ظاہراً اپنی بدیوں کا اقرار کرے جسکا کرنا ضروری بھی نہیں۔ مگر خدا کے سامنے ضرور توبہ کرتا

ہے۔ اور بخشش پاتا ہے۔ ایک ہندوستانی پادری صاحب سے میں گفتگو کر رہا تھا۔ اُس نے رو کر اقرار کیا۔ کہ اگرچہ میں پادری بھی ہوا۔ مگر افسوس کہ اب تک مسیحی نہ ہوا۔ خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھ نالائق کو کنونشن میں لے آیا۔ اور میری بدحالت مجھ پر ظاہر کی۔ اور میں مسیحی ہوا۔ یہہ کوئی مکاری کا اقرار نہ تھا۔ اُسکو مجھ سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ پر چونکہ اُس کا دل شکرگذاری سے بھر رہا تھا۔ اُس کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا۔ نہ معلوم اور کتنے ایسے ہوں گے۔ خود نور افشان کے اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ذاتی طور پر کنونشن کی برکتوں کے قائل ہیں۔ اگرچہ اسدفعہ عام طور پر اِن باتوں کے اظہار کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ خدا موجود تھا۔ اور برکات دیتا تھا۔ میں تو جہاں تک دیکھتا ہوں۔ کنونشن برکتوں ہی برکتوں کا مجموعہ ہے۔ پر یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ اور اِس سے گھبرانا نہ چاہئے۔ کہ جو کام انسان کے ہاتھ میں آتا ہے۔ وہ نقص سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اگر کنونشن میں کچھ نقص معلوم ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ اِس کے منتظم انسان ہیں۔ خداوند روح القدس نے کلیسیا کا انتظام انسانوں کے ہاتھ میں دیا۔ تو دیکھ لیجئے۔ کہ کس قدر دنیا میں کلیسیائیں پیدا ہو گئیں۔ اور ایک بھی کلیسیا نقص سے خالی نہیں۔ ضرور ہے کہ یہاں بھی نقص پیدا ہوں۔ اور یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ ظاہر کئے جاویں تاکہ یہہ الٰہی مجمع بروز بروز زیادہ پاک مفید اور بے نقص ہوتا جائے اگر میں اس موقعہ پر اُن نقصوں کا بیان نہ کروں۔ تو میں کلیسیا کا بدخواہ ٹھہرونگا۔ خیر خواہ نہیں۔ لہذا جو کچھ انسانی انتظام یا انسانی غرور سے خرابی نظر آئی میں بیان کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ ایسی تو میں نہ ہونی پاویں ؎

الف۔ ایک خرابی کی طرف تو ایڈیٹر نور افشان نے بھی اشارہ کیا۔ اُس کا ذکر میں نہ کرونگا۔ لیکن اتنا اُس پر اضافہ کرتا ہوں۔ کہ اُس کے بعد بھی ایک دوسری جگہ سے ایک اور بھائی کو بے عزتی کے ساتھ اٹھا دیا گیا۔ مگر شاباش اُس کے حوصلہ پر کہ دم بخود ہی رہا۔

ب۔ گذشتہ سال جہاں لوگ انتظام سے آزاد تھے۔ تو برکات بھی بارش کی طرح برستی تھیں۔ اب کے انتظام نے نہ صرف لوگوں کو قابو کیا۔ بلکہ اُن کے دلوں پر ایسا قبضہ کیا۔ کہ بند کے بند ہی رہے۔

ج۔ ہر بات کیواسطے کمیٹی۔ ہر کام کے واسطے میٹنگ۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ یہہ سمجھنے لگ گئے کہ یہاں پرسبٹیرین سنڈ ہے۔ جہاں کسی کو دم زدن کی جا نہیں۔ روح کی آزادی کو روک کر انتظام کی قید سے سب کچھ جکڑا گیا۔ اگرچہ اِن انتظاموں سے مغربی خیال کے لوگ خوش تھے۔ مگر مشرقی خیال والے منہ پھلائے پھرتے۔ اور بہت وہاں آنے سے پچھتاتے نظر آئے۔ بلکہ صاف بعض نے کہہ دیا کہ اگر ہمکو یہہ حال معلوم ہوتا تو ہم کبھی نہ آتے ؎

د۔ اِس دفعہ پردیسیوں نے اپنے آپ کو دیسیوں سے بالکل الگ کر لیا۔ گویا اُنسے کسی قسم کا واسطہ ہی نہیں پہلے اِس طرح نہ تھا۔ سب ملکر رہتے تھے۔ اب کے تو اِن ولایتیوں نے اپنے انتظام اور کاموں سے یہہ ظاہر کیا کہ سوائے شامیانے کے نیچے اکٹھے ہونے کے ہندوستانیوں سے ہمارا کچھ واسطہ ہی نہیں۔ نہ ملنا جلنا۔ نہ اٹھنا بیٹھنا۔ دیسیوں کو تو باہر میدان میں پھینک چھوڑا اور خود بنگلوں میں۔ جہاں تک مجھے علم ہے سوائے ایڈیٹر ٹریبیون کے کسی دیسی کو ولایتیوں کے ساتھ بنگلہ میں جگہ نہیں ملی۔ اِس کا سبب معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں۔ اکثروں نے بیان کیا۔ کہ اب کے کنونشن میں برکتوں کے کم ظہور کی وجہ یہہ ہے۔ کہ یہاں یکدلی نہ تھی۔ وہی مشن احاطوں والا معاملہ تھا۔ اے ولایتی صاحبان کیا آپ کو ایسا کرنا واجب تھا۔

ھ۔ اب کے دیسیوں کو حقیر بہت کیا گیا۔ نہایت ذلیل اور بے اعتبار کیا گیا اس کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ جو بھائی پیچھے کنونشن میں پہنچے۔ اُن کے واسطے جگہ کا انتظام نہ تھا۔ وہ پادری برکت علی منتظم ہاشیہ سے کہتے تھے کہ ہمیں ٹکنے کی جگہ دو اُس نے بجائے جگہ کا انتظام کرنے کے اپنے خداوند نعمت مشنری صاحب سے کہدیا۔ بس پھر کیا تھا۔ وہی مشن کے احاطہ کی ہوا وہاں تھی۔ بھری کنونشن میں مشنری صاحب نے اٹھکر اعلان کیا۔ کہ ہمارے آدمی کی جان مت مارو۔ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے

میں پوچھتا ہوں کہ اگر جگہ کا انتظام نہیں کر سکتے تھے تو لوگوں کو بلایا ہی کیوں تھا۔ یا اگر آدمیت سے صرف اِس قدر کہدیا جاتا۔ کہ بھائیو یہی جگہ ہے جس طرح ہو سکے ملکر اِسمیں گذارہ کر لو۔ یا اگر مسیحی مسیحیت کا ظہور کرنا تھا۔ تو کہدیتے کہ اگر ضرورت ہو تو ہمارے کمرے میں آ جاؤ ؎

پھر ایک اور موقعہ پر انہی مشنری صاحب نے (کیونکہ یہہ انتظامی کمیٹی کے رکن اعظم تھے) پھر جلسے میں کہا کہ اگر کسی کے پاس فالتو اسباب ٹرنک وغیرہ ہو۔ تو اُن کے اسباب کی حفاظت کیواسطے ایک مکان مقرر ہے۔ وہاں محافظوں کو سونپ دے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اگر ۵۰ روپیہ رکھے ہوں۔ تو یکصد روپیہ کا دعوے کرے گویا دیسیوں کو انہوں نے ایسا دغاباز سمجھا کہ باوجود کنونشن میں آنے کے یہہ دغاکر بن گئے۔ اِس بات سے بھائیوں کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ سخت رنج پہنچا۔ یہہ لوگ کنونشن کے منتظم ہیں ایسے سلوک پر آئندہ کب کوئی مسیحی کی خوشی سے آنے کی فکر کریگا۔ سوائے اِس کے۔ کہ جس نے اپنی خودی کو مار دیا ہو۔ یا مشن سے کرایہ وصول کیا ہو ؎

و۔ صاحب نورافشان نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ کیون سیالکوٹ ہی میں کنونشن ہر سال ہوتا ہے میرے خیال میں اس کا جواب یہہ ہوگا۔ کہ سیالکوٹ یوپی مشن نے اُس کو شروع کیا۔ اور غالبًا اور کسی نے اُسکی خواہش نہیں کی۔ اور خواہش کرنی آسان بھی نہیں کیونکہ دس دن کے واسطے ایسے بڑے جلسہ کا انتظام کچھہ آسان کام نہیں۔ لیکن اب کے کنونشن میں ایک بڑا عجیب واقعہ ہوا جس کا نتیجہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سیالکوٹ کے بغیر کنونشن ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک شام لاہور ڈیوینیٹی اسکول مشن کے پادری بوچر صاحب وعظ فرما رہے تھے اُن کے وعظ کا مضمون خدا کی پروردگاری اور بے نیازی تھی کہ اُس کے خزانے بھرے ہیں۔ اُس کے ہان کچھہ کمی نہیں۔ مانگنے والے کو ہتایت سے سب کچھ ملتا ہے۔ اُن کا وعظ ختم ہوتے ہی ہمارے بھائیون نے

یارب تیری جناب میں ہرگز کمی نہیں

گانا شروع کر دیا۔ یہ سننا تھا کہ یوپی والے یعنے کنونشن کے مالک تھرا اُٹھے۔ کہ یہہ کفر کے کلمات یہان بولنے کی اُن کو کس نے اجازت دی چنانچہ پادری شہباز صاحب تو چلا اُٹھے کہ میر مجلس صاحب۔ مگر وہان طوطی کی آواز کون سنتا تھا۔ اپنا سا منہ لیکر بیٹھہ گئے۔ اور ہمارے بھائیوں نے گیت ختم کرکے چھوڑا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیالکوٹ کنونشن کے مالک یوپی مشن والے ہیں۔ وہ کنونشن کو کسی ایسی جگہ نہیں جانے دینگے۔ جہان خدا کی حمد گیت و غزلون سے ہو۔

ز۔ کھانے پینے کا انتظام قابل تعریف اور لائق تحسین تھا۔ بہت اچھا انتظام تھا۔ لیکن اِس انتظام میں یہہ خرابی ہوگئی۔ کہ کنونشن میلے کی صورت ہوگیا کھانے پینے کی دکانین تو ضروری تھیں۔ مگر ٹرنک کی دوکان کپڑے کی دوکان۔ فوٹوگرافر وغیرہ نہ معلوم کنونشن کی کونسی ضروریات رفع کرنے کو آئے تھے۔

ح۔ چونکہ کنونشن کی انتظامی کمیٹی کے ممبر بڑے منتظم اور مدبر ہیں۔ امید ہے کہ آیندہ اِس بات کا انتظام بھی بخوبی کرینگے۔ کہ کیپ کنونشن کے احاطہ کے اندر حقہ نوشی اور سگریٹ کشی نہ کیجا دے۔ کیونکہ ایک حقہ کی بدولت ایک خیمہ معہ اسباب کے ۲ بجے دن کے جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ وقت پر خبر ہو گئی۔ کیونکہ قریب ہی ایک خیمہ میں ایک میٹنگ ہو رہی تھی۔ ورنہ قریب کے خیمے بھی آتش و باد کی نذر ہوتے حقہ نوشی کیواسطے ایک خاص جگہ مقرر کرنی چاہئے۔ جو کیپ سے باہر کچھہ فاصلہ پہ ہو جسطرح دیگر کاموں کے واسطے الگ الگ منتظم مقرر ہیں۔ اِس کے واسطے بھی کوئی خاص منتظم مقرر ہونا چاہئے میری رائے میں یا تو سائیں عاشق اللہ یا پادری نظام الدین دو سوہا والا ہو جاہئے۔ یون کسی قسم کے حادثہ کا اندیشہ نہ رہیگا۔

آخر میں میں اُن اصحاب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہسکتا۔ جنہون نے کنونشن کے انتظام میں مدد دی۔ اور مہمانون کی ضروریات کو پورا کیا۔ اور انکی رفع حاجات میں کوشش کرتے رہے۔ مسٹر ویدار سنگھ صاحب منتظم اکل و شرب۔ نور دیدگان شہباز پادری برکت علی صاحب منتظم چارپائیان و دیگر ضروریات بھائی پولوس و ماسٹر جوزف واعظ چوکیداران اسباب ہر ایک نے جہانتک میں خیال کرتا ہون۔ اپنا اپنا منصبی فرض بخوبی ادا کیا۔ جزاک اللہ۔

ط۔ شاید یہہ انتظام ہی کی خرابی تھی۔ کہ گذشتہ سال کی طرح لوگ جم کر نہیں رہے۔ آتے جاتے رہے گذشتہ سال آخری میٹنگ میں ۱۴-۱۵ سو آدمی تھے اِسسال آخری میٹنگ میں قریب آٹھہ سو جنمیں زیادہ حصہ لیڈیز اور لڑکیون کا تھا۔

ناظرین میری سہو و خطا کو معاف فرما دیں جو کچھہ مجھے حق معلوم ہوا۔ سو میں نے عرض کر دیا۔

راقم
سیالکوٹی

غزل

ہم بھی عاشق ہیں تیری شکل کے اے جان جہان
دل سے مشکور تیرے فضل کے اے جان جہان
حسن یوسف و زلیخا سے کہیں بڑھکر ہے۔
منتظر ہم بھی تیرے وصل کے اے جان جہان
تونے انسان کی بگڑی کو بنایا آکر
کیوں نہ قایل ہوں تیری عقل کے اے جان جہان
مرضی رب کو کیا تو نے ہویدا آکر
معتقد ہم ہیں تیرے رسل کے اے جان جہان
برگزیدوں کی دعا شاہا ازلی ابدی
منتظر گل بھی تیرے عدل کے اے جان جہان

راقم ایم۔ سی۔ نیوٹن۔ گل کسولی۔ بازار صدر

غزل دیگر

غنی ہے تو بڑا عیلے تیرے در کا گدا ہے گل
مجھے رحپاک سے بھردے یہی کرتا دعا ہے گل
تیرا خون مقدس داغ عصیان کو مٹاتا ہے
فقط ہے آسرا تیرا گناہوں سے لدا ہے گل
بھروسا اپنی نیکی پر جو کرتے ہیں خطا میں ہیں
بچینگے وہ نہیں ہرگز یہی دیتا صدا ہے گل
جو کرنا ہمیں واجب تھا اُسے تونے کیا پورا
تیرے فدیہ مقدس پر دل و جان سے فدا ہے گل
محبت تیری لاثانی ہمیں سب یاد ہے پیارے
اگر مرضی نہ بر لائے تو الفت سے جدا ہے گل

خادم ایم۔ سی۔ نیوٹن گل۔ کسولی صدر بازار

(بقیہ صفحہ ۲)

اُن کے کام کا کچھ ہی نتیجہ کیوں نہو پھر بھی وہ سنجیدہ اور دیانت دار اور شریف نیت سے کرتے ہیں" مگر ساتھ ہی یہہ کہنے سے بھی نہیں رہ سکتے کہ مسز اینی بیسنٹ نے مسیحی مذہب کی طاقت اور تاثیر کا بڑا بھاری اقرار کیا ہے واقعی مسیحی مذہب میں ایسی طاقت ہے کہ جس کے مقابلہ میں "کسی مذہب کے بیج کی پرورش نہایت ہی محال ہے" بیشک اس مذہب کے جوکوں نے "لڑکوں کے دلوں میں جو ایمان کی نرم نرم کونپلیں تھیں اُن کو مرجھا دیا" اس لئے کہ اُن کے ایمان کی جڑ پتھریلی زمین میں لگی ہوئی تھی جو آفتاب صداقت کی غیر ممکن المقابل تمازت سے جل اُٹھی اور جو "نرم نرم کونپلیں" اُس میں پھوٹی تھیں سب سوکھ گئیں روح القدس کی بارش سے وہ پتھریلی زمین اور چٹانی کھیت نرم اور دلدار کر دیئے گئے جن میں مسیحی ایمان کی جڑ خوب عمیق اور پختہ ہوگئی جس سے حلیمی ۔ بردباری ۔ پاکیزگی ۔ شائستگی محبت بے غرضی ۔ یگانگت وغیرہ کے پھل لگنے شروع ہوگئے ۔ اور ایمان کی وہ جڑ بالکل مرجھا اور جل گئی جس سے خود غرضی ۔ ذات پرستی ۔ تعصب ۔ بے صبری ۔ نفاق ۔ بت پرستی ۔ ظلم ۔ ایک دوسرے کو ہیچ سمجھنا ۔ وغیرہ وغیرہ کے پھل لگا کرتے تھے ۔ ہمارے خیال میں مسز اینی بیسنٹ نے مسیحی مذہب کی طاقت کو خوب محسوس کیا اور اُس کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکی مگر افسوس کہ مناسب پیرایہ میں ظاہر نہیں کیا ۔ تاہم خوش ہیں کہ ایک مخالف مسیحی مذہب کی اس باطنی تاثیر اور قدرت کا اظہار کرتا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جس کے آگے سب سرنگوں ہیں اور ہونگے ؁

ڈاک خانہ بمبئی کے تمام شورش پسند لوگ چن چن کر نکالے گئے باقی بدستور کام پر ہیں ۔ اندیشہ نہ دارد ۴ جنوری کے روز جمعہ کو حضور وائسرائے کلکتہ کے گورنمنٹ ہوس میں دربار عمومی منعقد کرینگے ؁

رسید زر

ڈاکٹر اے ۔ جے نذراللہ سنہ ۱۹۰۶ء ہے/
مس اے نیس سنہ ۱۹۰۶ء ھ
مسٹر شرمپت نرائن واسطے دوسال ھ
مسٹر نورمسیح سنہ ۱۹۰۶ء عہ/
مسٹر ساولومن ۳ کاپی ۴ر
ڈاکٹر ایم ۔ لوتھر سنہ ۱۹۰۶ء معہ
" " بابت اشتہار ھ
ہیڈ ماسٹر مشن سکول بنارس بابت اشتہار ع
بابو لعل سنہ ۱۹۰۶ء ع
مسٹر ایچ ۔ کیپ وغیرہ بارکٹ صاحب ہے/
مسٹر آر ڈومی ۔ لاہنیر بقایا ۲ر
ڈاکٹر ڈامنڈ اشتہار ع
ڈاکٹر اے برنباس سنہ ۱۹۰۶ء عہ/
مس ہگنس واسطے ڈاکٹر ہگنس ۱۲ر
مسٹر جے ۔ چارلس چمن عہ/
بابو ایوب ۔ گاڈرواڑہ ۱۰ر
پادری ایچ ۔ سٹی سن ہے/
پادری حمیدالدین بھیرہ ہے/
پادری او ڈبلیو شالڈو سنہ ۱۹۰۶؁ء معہ
" اے ۔ بی گولڈ سنہ ۱۹۰۶؁ء معہ
مسٹر جے جے رولسٹن ہے/
منیجر مجھولی راج گورکھپور ہے/
مسٹر جے ۔ ولیم ۔ بی ۔ اے ہے/
مس کریٹین ۱۶ر
پادری دوہادامل ۱۳ر
مس اے ہی رتیچ ۱۳ر
ماسٹر عبداللہ عہ/

اشتہارات

اشتہار

جو جو این ۔ ایم ۔ ایس کی برانچیں ۔ مفصلہ ذیل برانچوں کے علاوہ کہیں اور قایم ہوں ۔ تو براے مہربانی اُن کے عہدہ داران مجھکو اطلاع دیویں ۔ امرتسر لاہور ۔ بھیروال ۔ فیروزپور ۔ گجرات جلال پور جٹان راولپنڈی ظفروال ۔ وزیر آباد ۔ گوجرانوالہ ۔ سری نگر ۔ گورداسپور ؁

کے ۔ دینا ناتھ اسسٹنٹ پروونشل سکرٹری پنجاب ۔ ترنتارن

ضرورت

کرسچن بوائز بورڈنگ ہوس کے لئے ایک ہوس ماسٹر کی ضرورت ہے جو کرسچن بوائز پرائمری سکول میں ہیڈ ماسٹر کا کام بھی کریگا ۔ جونیر اینگلو ورنیکلر سند یافتہ کو اور چرچ آف انگلینڈ کے ممبر کو ترجیح دیجائیگی ۔ کل درخواستیں کرسچن بائز بورڈنگ سکول کیمبرج مشن دہلی کے پرنسپل صاحب کے نام پر آویں ؁

ضرورت

شملہ کے سی ایم ایس مشن کے لئے ایک ہندوستانی

واعظ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سندات پادری جے ریڈمن صاحب کے پاس آویں۔

نمائش دستکاری نسوان

کنیا مہا ودیالہ کی سالانہ جلسہ کی تقریب پر ۲۱؍ کو کنیا مہا ودیالہ کے مکان پر مستورات اور لڑکیوں کی ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کی نمائش ہوگی جسمیں انتخاب ہوکر عمدہ اشیاء کے لئے تمغہ جات اور سارٹیفکیٹ انعام دیئے جاوینگے۔

نمائش کی چیزیں ۱۵؍ تک رائے زادہ ہملسراج بیرسٹر سکریٹری نمائش صنعت کاری نسوان کی پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ نمائش کی قواعد سکریٹری کی دفتر سے مل سکتی ہیں۔

گرلس سکول کی منیجر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ لڑکیوں کی ہاتھ کی تیار کی ہوئی سینے پرونے کی چیزیں بھیجکر ممنون فرماویں۔ تابعدار

پریزیڈنٹ کنیا مہا ودیا جالندھر شہر

ضرورت

سینٹ جانس پیرش اپر پرائمری سکول آگرہ کے لئے ایک فیمیل مڈل ایجیڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ مبلغ پندرہ روپیہ ماہوار سے شروع ہوگی درخواستیں معہ نقول اسناد پادری ڈی وی کے ٹرینر صاحب آگرہ کے نام آویں

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے بھی کارندوں کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اسمیں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی توجہ دیجاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے				۲؍	سالانہ
اگر تنخواہ	پچاس	روپیہ سے	کم ہو	۱۲؍	"
" "	پچیس	"	"	۸؍	"
" "	پندرہ	"	"	۴؍	"
ادنیٰ ترین نرخ				۳؍	"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں

ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۴۹ء میں قایم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہوچکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۰ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کمتی اور اس قسم کے فنڈوں سے بہت ارزاں ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہے۔ مردوں کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوگی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپیکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱؍ معہ ضمیمہ ۲؍
" " معہ محصولڈاک " ۲؍ " ۳؍ روپیہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	شش ماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸؍	۱۲؍	۲؍
چوتھائی کالم	۱۲؍	۲؍	۳؍
نصف کالم	۲؍	۳؍	۵؍
پورا کالم	۳؍	۵؍	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایکدفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ مابعد کیلئے ۱؍ ادنی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول ۱۲؍ معہ محصول
" " " " " " " " معہ محصول ۳؍
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول [illegible]